دارالافتاء

مولانا عزیز زبیدی
وار برٹن۔ شیخوپورہ

نماز میں ہاتھ زیرِ ناف باندھنا
اور
جہر سے نماز میں بسم اللہ پڑھنا

چک نمبر ۲۴۶ گ۔ب (فیصل آباد) سے ایک صاحب پوچھتے ہیں کہ: احناف حضرات نے ایک اشتہار کے ذریعے یہ کہا ہے کہ نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے اور بسم اللہ کو جہراً نہیں پڑھنا چاہیے۔ دلائل میں حضرت علیؓ اور حضرت انسؓ کی حدیثیں پیش کی ہیں۔

۱۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا:

کیا واقعی نماز میں، ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے؟

اِنَّ عَلِیًّا قَالَ اَلسُّنَّۃُ وَضْعُ الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ۔ (ابوداؤد ج۱)

۲۔ بسم اللہ کا نماز میں جہراً پڑھنا:

حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے، میں نے ان میں سے کسی کو بھی اونچی آواز میں بسم اللہ پڑھتے نہیں دیکھا۔ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْہُمْ یَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (مسلم ص ۱۹۱/۱) یہ صحیح کیا ہے؟

الجواب: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت ضعیف ہے، امام زیلعی حنفی متوفی ۷۶۲ھ نصب الرایہ لتخریج احادیث الہدایہ صفحہ ۳۱۴/۱ میں لکھتے ہیں کہ اس میں عبدالرحمٰن بن اسحاق نامی ایک راوی ہے جو ضعیف ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ، امام ابوحاتمؒ، امام یحییٰ بن معینؒ، امام ابن القطانؒ، امام بخاریؒ اور امام بیہقیؒ کے نزدیک یہ ضعیف راوی ہے اور اس میں دوسرا راوی زیاد بن زید ہے جو مجہول ہے۔ کچھ نہیں معلوم کون ہے؟ امام نووی فرماتے ہیں، یہ بالاتفاق ضعیف ہے۔

"قَالَ فِيْهِ ابْنُ حَنْبَلٍ وَ اَبُوْحَاتِمٍ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ وَقَالَ ابْنُ مَعِيْنٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ فِيْهِ نَظْرٌ وَزِيَادُ بْنُ زَيْدٍ هٰذَا لَا يُعْرَفُ وَلَيْسَ بِالْاَعْمَمِ اِنْتَهٰى (قول ابن القطان) قَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ لَا يَثْبُتُ اِسْنَادُهٗ تَفَرَّدَ بِهٖ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحٰقَ الْوَاسِطِيُّ وَهُوَ مَتْرُوْكٌ اِنْتَهٰى وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي الْخُلَاصَةِ وَفِيْ شَرْحِ مُسْلِمٍ هُوَ حَدِيْثٌ مُتَّفَقٌ عَلٰى تَضْعِيْفِهٖ فَاِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اِسْحٰقَ ضَعِيْفٌ بِالْاِتِّفَاقِ اِنْتَهٰى" (نصب الراية صفحه ۳۱۴/۱)

ہدایہ کا مقام حنفیہ کے نزدیک وہی ہے جو اہلحدیثوں کے نزدیک صحیح بخاری کا ہے۔ اسی طرح ہدایہ کے شارح حضرت امام زیلعی حنفی کا وہی مقام ہے جو اہلحدیثوں کے نزدیک امام ترمذیؒ کا ہے ــــ آپ شارح ہدایہ کی مندرجہ بالا عبارت کو پڑھ کر خود اندازہ فرما لیجیے کہ: ان کی پیش کردہ روایت کا کیا حشر ہُوا ہے؟

امام ابن حجر عسقلانی: دوسرے امام ابن حجر ہیں جو عظیم محدث، شارح بخاری اور فنِ حدیث کے امام ہیں۔ انہوں نے بھی ہدایہ کی احادیث کی تخریج پر کتاب لکھی ہے جس سے زوائد نصب الرایہ کی تلخیص کی ہے۔ وُہ لکھتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے اور وائل بن حجر کی روایت جو سینہ پر ہاتھ باندھنے والی ہے وُہ بھی اس سے ٹکراتی ہے:

"اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ وَيُعَارِضُهٗ حَدِيْثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ" (الدراية فى تخريج احاديث الهداية ص ۰۰)

حضرت علیؓ اور وانحر کی تفسیر:

حضرت علیؓ کی روایت وَضْعُ الْاَكُفِّ عَلَى الْاَكُفِّ والی روایت اس لحاظ سے بھی صحیح نہیں معلوم ہوتی کہ انہوں نے "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" کی تفسیر سینہ پر ہاتھ باندھنے سے کی ہے، اس کے لیے تفسیر درِّ منثور وغیرہ اٹھا کر ملاحظہ فرما لیں: امام بخاری نے اپنی تاریخ میں عقبہ بن صہبان کے سوانح بیان کرتے ہُوئے یہ تفسیر نقل کی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

"عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صَهْبَانَ عَنْ عَلِيٍّ (فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ) وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى وَسَطِ سَاعِدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهٖ" (فتح الغفور ص ۳)

۲۔ امام حلبی حنفی:

غنیۃ المصلی کے شارح ابراہیم الحلبی متوفی ۹۵۶ھ فرماتے ہیں کہ امام نوویؒ فرماتے ہیں، اس حدیث

کے ضعیف ہونے پر تمام اماموں کا اتفاق ہے اور اس کے راوی کے ضعیف ہونے پر بھی اجماع ہے۔

"رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَاَحْمَدُ وَاللَّفْظُ لَہٗ قَالَ النَّوَوِیُّ اِتَّفَقُوْا عَلٰی تَضْعِیْفِہٖ لِاَنَّہٗ مِنْ رِوَایَۃِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ الْوَاسِطِیِّ مُجْمَعٌ عَلٰی ضُعْفِہٖ" (غنیۃ المستملی صفحہ ۲۹۴)

امام سندی و امام ابن الھمام حنفی:

نزیل مدینہ منورہ امام محمد بن عبد الہادی حنفی متوفی ۱۱۳۶ھ، فرماتے ہیں، اس حدیث کے ضعف پر سب کا اتفاق ہے۔ امام ابن الہمام حنفی نے امام نووی سے یہ قول نقل کر کے اس پر سکوت فرمایا ہے:

"وَاَمَّا حَدِیْثُ، اِنَّ مِنَ السُّنَّۃِ وَضْعَ الْاَکُفِّ عَلَی الْاَکُفِّ فِی الصَّلٰوۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ فَقَدِ اتَّفَقُوْا عَلٰی ضُعْفِہٖ کَذَا ذَکَرَہُ ابْنُ الْھُمَامِ نَقْلًا عَنِ النَّوَوِیِّ وَسَکَتَ عَلَیْہِ" (سندی علی ابن ماجہ صفحہ ۲۷۰)

مولانا انور شاہ کشمیری دیو بندی (۱۳۵۲ھ):

مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حضرت علیؓ والی حدیث ضعیف ہے اور یہ کہ میں نے مصنف ابن ابی شیبہ کے دو نسخوں میں دیکھا ہے، مجھے یہ روایت نہیں ملی:

وَاَمَّا فِیْ تَحْتَ السُّرَّۃِ فَلَنَا اَثَرُ عَلِیٍّ فِیْ سُنَنِ اَبِیْ دَاؤدَ بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ وَاَقُوْلُ اِنِّیْ رَاَیْتُ نُسْخَتَیْنِ مِنْ مُصَنَّفِ ابْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ فَمَا وَجَدْتُ لَفْظَ "تَحْتَ السُّرَّۃِ" فِیْھِمَا (العرف الشذی شرح الترمذی صفحہ ۱۳۱)

وائل بن حجر والی روایت:

اس کی تائید میں وائل بن حجر والی روایت بھی پیش کی جاتی ہے جو مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے، اور اس کی سند بظاہر صحیح نظر آتی ہے مگر امام محمد حیات سندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: تحت السرۃ والا ٹکڑا غلط ہے، اصل میں وائل والی روایت "وَضَعَ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ فِی الصَّلٰوۃِ" تک ہے۔ اس کے نیچے امام نخعی کا اثر لکھا ہے کہ وہ "تحت السرۃ" (ناف کے نیچے) ہاتھ باندھتے تھے، کاتب کی نگاہ اچٹ کر اس پر پڑ گئی اور اسے یہاں سے اٹھا کر، وائل والی روایت کے ساتھ غلطی اور سہو سے جوڑ دیا کیونکہ باقی الفاظ اس کے یکساں ہیں۔

فیض الباری میں امام سندی کے اس قول کے امکان کو تسلیم کیا ہے کہ، ہو سکتا ہے کہ سہو کاتب کے نتیجہ میں نیچے کے اثر نخعی کا لفظ "تحت السرۃ" اوپر کی مرفوع روایت سے جڑ گیا ہو، فرماتے ہیں کیونکہ میں نے مصنف ابن ابی شیبہ کے تین نسخے دیکھے ہیں، مجھے ان میں "تحت السرۃ" کا جملہ نہیں ملا:

"ثُمَّ إِنَّ لَفْظَ تَحْتَ السُّرَّةِ" لَمْ يُوجَدْ فِي بَعْضِ نُسَخِهِ فَظَنَّ الْمُلَّا حَيَاةُ السِّنْدِيُّ هِيَ أَنَّهُ وَقَعَ فِيهِ سَقْطٌ وَحَدَثَ ثُمَّ صَارَ مَتْنُ الْأَثَرِ مَرْفُوعًا قُلْتُ وَلَا عَجَبَ أَنْ يَكُونَ كَذَلِكَ فَإِنِّي رَاجَعْتُ ثَلَاثَ نُسَخٍ لِلْمُصَنَّفِ فَمَا وَجَدْتُهُ فِي وَاحِدَةٍ مِنْهَا (فیض الباری صفحہ ۲/۲۶۷)

علامہ نیموی:

مولانا انور شاہ کشمیری دیوبندی حنفی کے استاذ محمد بن علی النیموی فرماتے ہیں، سند صحیح بھی مان لی جائے تب بھی "تحت السرۃ" ضعیف ہے:

"وَإِنْ كَانَ صَحِيحًا مِنْ حَيْثُ السَّنَدِ لَكِنَّهُ ضَعِيفٌ مِنْ جِهَةِ الْمَتْنِ۔"

(التعلیق الحسن صفحہ ۱/۷)

گو یہ رائے ظاہر کر کے موصوف پچھتاتے ہیں اور تعلیق التعلیق میں اس کی ایک توجیہ پیش کی ہے مگر "سانپ نکل گیا اب لکیر پیٹا کر" والی بات بن گئی ہے۔

امام شوکانیؒ:

نیل الاوطار میں حضرت امام شوکانیؒ یمانی متوفی ۱۲۵۵ھ فرماتے ہیں: حضرت امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے میں نے سنا ہے، وہ اس روایت کو ضعیف بتاتے تھے: یعنی روایت حضرت علیؓ والی اُن کے نزدیک ضعیف ہے۔

"قَالَ أَبُو دَاوُدَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يُضَعِّفُهُ" (نیل الاوطار ص ۲/۱۵۹)

وائل بن حجر والی روایت:

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والے حضرات کی دوسری دلیل مصنف ابن ابی شیبہ کی وائل بن حجر والی روایت ہے ـــــ جو سہو کاتب کے نتیجے میں محلِ نزاع بن گئی ہے۔

علامہ محمد حیات سندی حنفی فرماتے ہیں "تحت السرۃ" والی روایت بیکار ہے یعنی حضرت وائل بن حجر والی روایت میں "تحت السرۃ" کا لفظ امام نخعی کی روایت کا جملہ ہے کیونکہ اوپر نیچے درج ہیں۔ سہواً نیچے کا جملہ وائل والی روایت سے جوڑ دیا گیا ہے ورنہ بعینہٖ یہی روایت حضرت احمد بن حنبل نے بھی اپنی مسند میں روایت کی ہے مگر اس میں "تحت السرۃ" کے الفاظ نہیں ہیں، وہ فرماتے ہیں، اصل کتاب بھی میں نے اٹھا کر دیکھی تو اس میں بھی "تحت السرۃ" نہیں ہے، پھر فرماتے ہیں کہ مصنف ابن ابی شیبہ سے امام زیلعی حنفی، امام علینی حنفی، امام ابن الہمام حنفی، امام ابن امیر الحاج حنفی، امام ابراہیم حلبی حنفی، امام ابن نجیم حنفی،

امام ملا علی قاری، امام ابن عبد البر مالکی، امام ابن حجر عسقلانی شافعی، امام نووی شافعی، غرض امام قاسم بن قطلوبغا کے بغیر اور کوئی بھی امام اس روایت کو "تحت السرۃ" کے ساتھ نقل نہیں کرتے بلکہ امام ابن الہمام حنفیؒ مایوسی کا اظہار کرتے ہیں کہ ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟ اس بارے میں کوئی صحیح روایت نہیں ملتی۔ اگر وائل کی تحت السرۃ والی روایت اس میں ہوتی تو وہ یوں مایوسی کا اظہار نہ کرتے، چنانچہ امام حلبی لکھتے ہیں:

"قَالَ الشَّيْخُ كَمَالُ الدِّيْنِ ابْنُ الْهُمَامِ كَوْنُ الْوَضْعِ تَحْتَ السُّرَّةِ أَوِ الصَّدْرِ لَمْ يَثْبُتْ فِيْهِ حَدِيْثٌ يُوْجِبُ الْعَمَلَ (غنیۃ المستملی ص۲۹۴)

اس سلسلے کی مزید تفصیل کے لیے امام سندی کی کتاب "فتح الغفور فی تحقیق وضع الیدین علی الصدور" کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

مصنف ابن ابی شیبہ:

یہ کتاب اب چھپ چکی ہے، جو اس وقت ہمارے سامنے رکھی ہے، اس میں بھی "تحت السرۃ" نہیں ہے۔ ہاں اس کے بعد نخعی کی روایت میں ہے، روایت کی شکل یوں ہے:

"حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَمِيْنَهُ عَلٰى شِمَالِهِ فِي الصَّلٰوةِ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ رَبِيْعٍ عَنْ أَبِيْ مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَ يَضَعُ يَمِيْنَهُ عَلٰى شِمَالِهِ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۰/۱)

یہ مطبوعہ کتاب ہے، یہ کسی اہلحدیث نے نہیں چھاپی، عبد الخالق افغانی حنفی نے چھاپی ہے۔ وائل کی روایت میں "تحت السرۃ" نہیں ہے، لیکن نقل کرتے ہوئے سطر سے نگاہ پھسل کر "تحت السرۃ" پر جا پڑی ہے۔ جب وائل بن حجر والی روایت "فی الصلوٰۃ" پر ختم ہوئی تو بعد میں امام نخعی والی روایت کا جملہ "تحت السرۃ" سہواً اس سے جڑ گیا۔ یہ ہے اس افسانہ کا سارا پس منظر۔

سینہ پر ہاتھ باندھنا:

یہی سنت ہے اور مجموعی لحاظ سے جو ثابت ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ ہاتھ سینے پر باندھے جائیں۔

۱۔ وائل بن حجر:

قَالَ وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهٖ" (رواہ ابن خزیمۃ وصححہ نیل ص۱۵۸/۲)

حضرت وائل فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی

آپ نے دہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر اپنے سینہ پر باندھا تھا۔"

۲۔ قبیصۃ بن ھلب:

قبیصہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو سینہ پر ہاتھ باندھتے دیکھا تھا:

"رَأَیْتُہٗ یَضَعُ ھٰذِہٖ عَلٰی صَدْرِہٖ (رواہ احمد واسنادہ حسن)

طاؤس:

فرماتے ہیں کہ حضورؐ سینہ پر ہاتھ باندھا کرتے تھے۔

"کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَضَعُ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی یَدِہِ الْیُسْرٰی ثُمَّ یَشُدُّ ھُمَا عَلٰی صَدْرِہٖ وَھُوَ فِی الصَّلٰوۃِ" (رواہ ابوداؤد فی مراسیلہ)

حضرت وائل اور قبیصہ والی روایت سے بھی اس کو تقویت ملتی ہے۔ حضرت علیؓ کی تفسیر وانحر بھی اس کی مؤید ہے۔

امام سندی فرماتے ہیں، گو یہ روایت مرسل ہے تاہم یہ سب کے نزدیک حجت ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہاتھ باندھنا سنت ہے اور صرف سینہ پر باندھنا صحیح ہے اور نہیں۔

"وَھٰذَا الْحَدِیْثُ وَاِنْ کَانَ مُرْسَلًا لٰکِنَّ الْمُرْسَلَ حُجَّۃٌ عِنْدَ الْکُلِّ وَبِالْجُمْلَۃِ فَکَمَا صَحَّ اَنَّ الْوَضْعَ ھُوَ السُّنَّۃُ دُوْنَ الْاِرْسَالِ ثَبَتَ اَنَّ مَحَلَّہُ الصَّدْرُ لَا غَیْرُ"

(سندی ابن ماجہ ص ۱ ج ۲۰۰)

الغرض ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایت کسی صحیح اور مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ ہاں سینہ پر ہاتھ باندھنے والی روایت ثابت ہے۔ پہلی پر مزید علمی بحث کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ طوالت کا اندیشہ ہے۔ ہاں اتنی سی بات ذہن میں رہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھیں یا ناف کے نیچے، وہ آپ جانیں اور آپ کی دیانتدارانہ تحقیق اس کے مطابق عمل کریں لیکن یہ یاد رہے کہ دل اور پیٹ کی حفاظت ضرور کیجئے، ان کا رخ خدا کی جانب رہے اور اس میں حرام نہ جگہ پکڑے، ورنہ اگر ظاہری جسم میں غلاظت کے چھینٹوں کے ساتھ نماز جائز نہیں رہتی تو دل اور پیٹ حرام کے نشیمن رہیں تو ان کے ساتھ نماز کہاں جائز ہوگی؟ سینہ یا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا بلاشبہ مختلف فیہ ہے لیکن دل اور پیٹ کو پاک صاف رکھنے میں کوئی اختلاف نہیں۔ سوچ لیجیے!

اونچی آواز سے بسم اللہ پڑھنا

ہمارے نزدیک بسم اللہ کا پڑھنا دونوں طرح سے ثابت ہے لیکن ترکِ جہر کی روایات زیادہ